دوسروں کو امریکی ایجنٹ کہنا بہت آسان ہے

باجوڑ پر حملہ اور بیان بازی کی یلغار

کیا اپنی تاریخ کا مطالعہ ضروری نہیں ہے؟

۱۳/جنوری کو باجوڑ ایجنسی پر امریکی حملے کے بعد اخبارات میں بیانات کی یلغار شروع ہوگئی۔ بہ ظاہر یلغار کا ہدف جنرل مشرف اور ان کی امریکہ نواز حکمت عملی تھی لیکن اصل سبب وہ یک طرفہ سیاسی دشمنی تھی جو جمہوری سیاست کا اصل محور ہے۔ امریکی حملے پہلے بھی ہوئے لیکن حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل نے خاموشی اختیار کی۔ روز نامہ جنگ کے کالم نگار حامد میر کے مطابق ۵/دسمبر ۲۰۰۵ء کو شمالی وزیرستان کے شہر میر علی کے مکان پر میزائل سے حملہ کیا گیا میر علی کے صحافی حیات اللہ خان نے تباہ شدہ مکان کے ملبے میں موجود امریکی لیزر گائیڈ ڈ میزائل کے ٹکڑوں کی تصاویر بنا کر ایک یورپی خبر رساں ادارے کو فراہم کیں۔ یورپ کو دسمبر میں اس واقعے کا علم ہوا، متحدہ مجلس عمل کو علم نہ ہوسکا۔ اگلے روز صحافی حیات اللہ اغوا ہوگئے اور ابھی تک لا پتہ ہیں، ۷/جنوری ۲۰۰۶ء کو امریکی فوجی شمالی وزیرستان میں داخل ہو کر دو مقامی افراد کو گرفتار کر کے لیے گئے۔ بعد ازاں ایک امریکی ہیلی کاپٹر نے شمالی وزیرستان میں میزائل سے حملے کیے جن میں آٹھ مرد اور خواتین مارے گئے۔ [حامد میر ۱۶ جنوری ۲۰۰۶ء] تیرہ جنوری ۲۰۰۶ء کو امریکی طیاروں نے باجوڑ پر حملہ کیا جس میں اٹھارہ بے گناہ مارے گئے اور ملک میں اخباری بیانات کا سیل رواں امنڈ آیا۔ لاشوں پر سیاست چمکانے کی روایت پاکستان میں بہت مستحکم ہے لیکن اس سیاست کا انجام بہت برا ہے۔ ۵ دسمبر سے ۷ جنوری تک خاموش رہنے والے ۱۴ جنوری کو کیوں جاگے؟ کیا مصلحتیں تھیں کہ وہ چپ رہے جبکہ صوبہ سرحد میں پرویز مشرف کی نہیں مجلس عمل کی حکومت ہے وہاں کیا احتجاج ہوا، کیا احتجاج صرف قومی حکومت کا فریضہ ہے؟ کیا صوبائی حکومت کا کام صرف خاموش رہنا ہے؟

باجوڑ ایجنسی کے حملوں پر ڈیموکریٹک اور ری پبلکن پارٹی کے سینٹرز نے مشترکہ موقف میں کہا کہ اگر

ہم ان علاقوں پر حملے نہ کریں گے تو دہشت گردوں کو کیسے پکڑیں گے اور اس کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ دوبارہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ سینیٹر جان میکنن نے سی بی ایس نیوز چینل سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم کو پتہ چل گیا کہ دہشت گرد موجود ہیں تو ہم حملے سے باز نہیں آئیں گے۔ وہائٹ ہاؤس نے معذرت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ کارروائی جاری رہے گی۔ [جسارت ۱۸ جنوری، صفحہ اول] امریکی ٹیلی ویژن این بی سی نے دعویٰ کیا کہ حکومت نے گیارہ ستمبر کے بعد امریکا کو پاکستان میں حملوں کی اجازت دی تھی باجوڑ پر تین غیر پائلٹ طیاروں نے بیک وقت بمباری کی [جسارت ۱۸ جنوری صفحہ اول] جنرل مشرف نے کہا کہ ضرورت محسوس ہوئی تو صدر بش سے اس موضوع پر بات کی جائے گی [کالم ارشاد حقانی ۲۴ جنوری ۲۰۰۶ء] حکومت امریکہ اور پرویز مشرف حکومت کے بیانات پر ہمیں کوئی حیرت نہیں کیوں کہ امریکہ بنیادی حقوق کے فلسفے کے تحت عمل کر رہا ہے لہٰذا اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔ پاکستان شروع سے امریکہ کی حلیف ریاست ہے لہٰذا پرویز مشرف صاحب کا طرز عمل بھی حیرت انگیز نہیں۔ افسوسناک طرز عمل متحدہ مجلس عمل کا ہے جو کئی سال سے حکومت کی حلیف ہے اور اب بھی حکومت سے علیحدگی پر تیار نہیں۔۔ صوبہ سرحد کی صوبائی حکومت نے آج تک صوبے میں جاری آپریشن پر نہ احتجاج کیا نہ ہڑتال کی نہ آپریشن کی مخالفت کیوں کہ ''حکومت'' سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اب قاضی حسین احمد نے فرمایا کہ پاک فوج کو محبّ وطن عوام کے خلاف کھڑا کر کے امریکا کے مخالفوں پر زمین تنگ کر دی گئی ہے جنرل پرویز نے خود مختاری ختم کر دی ہے۔ ہر شعبہ زندگی امریکا کے حوالے ہو چکا ہے۔ یہ بیان بھی ٹھیک نہیں ہے صرف پرویز مشرف پر الزام تراشی ہے پاکستانی ریاست اپنے قیام سے پہلے ہی امریکہ کی حلیف ریاست ہے اس سلسلے میں امریکی سفیر اور بابائے قوم کے مابین تقسیم ہند سے پہلے کی خط و کتابت اور تقسیم ہند کے بعد بابائے قوم کے خطوط جو امریکی صدر روز ویلٹ کے نام لکھے گئے اور جسے بابائے قوم کے قاصد خصوصی میر لائق علی امریکہ لے کر گئے شائع ہو چکے ہیں ان خطوط میں ریاست کی اطاعت، وفاداریاں، فرماں برداری اور مستقبل کی حکمت عملی کے تمام خطوط طے کر دیے گئے ہیں لہٰذا یہ دعویٰ بے بنیاد دعوّی اور یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ ہر شعبہ زندگی امریکا کے حوالے کر دیا گیا یہ آج کا قصہ نہیں پچاس برس پہلے کا قصہ ہے جنرل یحییٰ خاں اور جنرل ضیاء الحق اور نواز شریف کے دور میں بھی یہی صورت حال تھی جماعت اسلامی ان تینوں حکمرانوں کی حلیف رہی تب امریکی اثرات نظر نہیں آئے تب خارجہ پالیسی خطرے میں نہیں تھی؟ اب اچانک امریکہ آپ کے حواس پر کیوں طاری ہو گیا ہے۔ مولانا فضل الرحمان صاحب نے فرمایا ہے کہ مودبانہ احتجاج کے بجائے امریکی فوج کو نکالا جائے کارروائیاں جاری رکھنے کا امریکی اعلان پاکستان کے خلاف کھلی جنگ ہے [جسارت، ۱۸ جنوری ۲۰۰۵ء] مولانا یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ صوبہ سرحد و بلوچستان کی حکومت نے آج تک قبائلی علاقوں میں جاری آپریشن کی مذمت کے لیے کبھی مودبانہ احتجاج

بھی نہیں کیا تو اس کی کیا وجہ تھی امریکہ تو ایک طاقت ہے اس کے خوف سے حکومت نے مودبانہ احتجاج کیا تو مصلحت ظاہر ہے لیکن آپ نے تو کبھی یہ مودبانہ حرکت بھی نہیں کی اس کا کیا فلسفہ ہے؟

ارشاد احمد حقانی نے باجوڑ حملے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۱۳ جنوری کا حملہ پہلی خلاف ورزی نہیں بلکہ تیسری خلاف ورزی تھی حکومت تو پہلی دو خلاف ورزیوں کو نہیں مان رہی امریکہ کو ہماری پہلی خاموشی سے شے ملی ''گربہ کشتن روز اول'' کے مصداق پہلی خلاف ورزی پر حکومت ردعمل ظاہر کرتی تو شاید یہ المیہ ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارشاد احمد حقانی کا یہ خطیبانہ تبصرہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پاکستان کی تاریخ سے ناواقف ہیں پاکستان پہلے دن سے ایک وفادار امریکی ریاست ہے پاکستانی حکومت کا وہ خط تاریخ دانوں کو اب بھی یاد ہے جو میر لائق علی لے کر گئے تھے جس میں صدر روز ویلٹ سے استدعا کی گئی تھی کہ فوجیوں کی تنخواہوں کے لیے قرضہ دیا جائے ہم شمال پر درپیش روسی خطرات کے موقع پر آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں اس درخواست کو نہایت حقارت سے رد کرتے ہوئے امریکی صدر نے پاکستان کو جواب میں صرف تین پنکھے اور چند کمبل عطا فرمائے بڈ بیٹر کے اڈے سے اڑنے والے امریکی طیارے جنرل مشرف کے دور میں نہیں اڑے تھے لیاقت علی خان نے روسی دعوت مسترد کر کے امریکی دعوت کس کے کہنے پر قبول کی تھی ایوب خان کیسے اقتدار پر قابض ہوئے ان کے دور میں جی ایچ کیو میں کس کو کمرے دیے گئے افغانستان کی جنگ کس کے کہنے پر پاکستان کی جنگ بن گئی تھی اس تاریخ کی روشنی میں ''گربہ کشتن روز اول'' کی مثل استعمال کرنا تاریخ کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے کون کب کب اور کہاں کہاں امریکی حکمت عملی کی حمایت کرتا رہا تاریخ کے صفحات میں درج ہے اب دوسروں کو طعنے دینا بہت آسان کام ہے جو پچاس سال تک چپ رہے اب بڑھ چڑھ کر بولنے کی کوشش نہ کریں۔ اپنے قصوروں کا اعتراف غلطیوں کا ازالہ سب سے بہترین کام ہے محض نعرے بازی الزام تراشی کی سیاست میں پچاس برس بیت گئے جب تک حکومت سے تعلقات اچھے رہتے ہیں تمام خوبیاں حکومت میں نظر آتی ہیں ہر طرح کی تاویل کے ذریعے تعلقات کا جواز ثابت کیا جاتا ہے۔ یحییٰ خان اور جنرل ضیاء الحق کی مارشل لاء حکومت میں اور نواز شریف کی پنجاب حکومت میں جماعت اسلامی نے شرکت کی تو کیا اس وقت وفاقی حکومت امریکہ کے زیر اثر نہیں تھی، کیا پاکستان امریکہ کی حلیف ریاست نہ تھی؟ یحییٰ خان اور ضیاء الحق کو مرد مومن اور مرد حق کا خطاب دینے کے بعد یہ خطاب کبھی واپس نہیں لیا گیا آخر کیوں؟ جب تعلقات خراب ہو جاتے ہیں تو ہر حکومت امریکی ایجنٹ نظر آتی ہے یہ طرز سیاست اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کے خلاف ہے اور دینی رہنماؤں کو زیب نہیں دیتا کم از قاضی حسین احمد اور فضل الرحمان صاحب کو اس رویے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ [زیر نظر اداریہ سہواً فروری کے شمارے میں شائع نہ ہو سکا اب مارچ کے شمارے میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ تاریخ محفوظ ہو جائے۔]